محمد وسیم اختر مفتی

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ

(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

شعبان ۸ھ: صلح حدیبیہ کی ایک شق تھی کہ عرب قبائل مسلمانوں یا قریش میں سے جس کا چاہیں، ساتھ دے کر جنگ نہ کرنے کے اس معاہدہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اس شرط کو سنتے ہی بنوخزاعہ (بنوکعب) مسلمانوں کے حلیف بن گئے، جب کہ جاہلیت قدیمہ سے اس کے حریف چلے آنے والے قبیلہ بنوبکر (بنودئل، بنوکنانہ) نے قریش سے عہد و پیمان کرلیا۔ زمانۂ جاہلیت میں بنوخزاعہ نے بنوبکر کے سردار اسود بن رزن دئلی کی بیٹیوں سلمیٰ، کلثوم اور ذویب کو قتل کر رکھا تھا۔ صلح کے بعد ڈیڑھ سال گزرا تھا کہ بنوبکر کی نیت بگڑی، بنوبکر کی شاخ بنونفاثہ نے اپنا پرانا بدلہ لینے کے لیے بنوخزاعہ پر شب خون مارا جب وہ مکہ کے قریب اپنے ذخیرۂ آب (کنویں) وتیر (یا وتیرہ) پر آرام کر رہے تھے۔ وہ بھاگ کر حرم میں پناہ لینے پہنچے تو وہاں بھی نہ چھوڑا، اس طرح ان کے بیس سے زیادہ آدمی مارے گئے۔ معاہدۂ صلح کی رو سے قریش کا فرض تھا کہ اپنے حلیف کو جنگ سے روکتے، لیکن انھوں نے نہ صرف بنوبکر کو ہتھیار فراہم کیے، بلکہ قرشی سرداروں صفوان بن امیہ، حویطب بن عبدالعزیٰ، عکرمہ بن ابوجہل، شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو نے بھیس بدل کر خود جنگ میں حصہ لیا۔ بنوخزاعہ سہیل کے ننھیال تھے، اس کے باوجود وہ اس غارت گری میں شامل ہوئے۔ بلاذری کی روایت کے مطابق جنگ تب چھڑی جب قریش کے حلیف بنوکنانہ (بنوبکر) کے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اور ایک خزاعی نے اس کا سر پھاڑ دیا۔

اس واقعہ کے بعد عمرو بن سالم خزاعی مدینہ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور زمانۂ جاہلیت میں عبدالمطلب کے ساتھ کیے جانے والے عہد اور صلح حدیبیہ کا حوالہ دے کر مدد کی فریاد کی۔ آپ نے قریش کے پاس ایک قاصد بھیجا اور تین تجاویز پیش فرمائیں: ۱۔ مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔ ۲۔ قریش بنوبکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔ ۳۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑنے کا اعلان کر دیا جائے۔ قرطہ بن عمر نے قریش کی طرف سے تیسری شرط منظور کرنے کا اعلان کیا۔ آپ کے قاصد کے چلے جانے کے بعد انھیں اپنی عہد شکنی اور اس کے نتائج کا احساس ہوا تو ابوسفیان کو تجدید عہد کے لیے فوراً مدینہ روانہ کر دیا۔ ابوسفیان کی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ نے اسے دیکھ کر اپنا بستر لپیٹ دیا، آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی سے ملنے کے بعد وہ نامراد مکہ چلا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حلیف بنوخزاعہ کا بدلہ لینے کا فیصلہ کر لیا تو صحابہ کو سفر کی تیاری کرنے کا حکم دیا اور دعا فرمائی: اے اللہ، قریش کے جاسوسوں کی نگاہیں اچک لے تاکہ ہم ان کی مملکت پر اچانک حملہ کر سکیں۔ یہ غزوۂ فتح مکہ تھا جس میں جزیرہ نماے عرب میں مشرکوں کا خاتمہ ہو گیا۔ آپ مدینہ ہی میں تھے کہ حضرت حاطب بن ابوبلتعہ نے بنومزینہ کی ایک عورت کنود (یا بنومطلب کی باندی سارہ) کو خط دے کر قریش کے سرداروں صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابوجہل کی طرف بھیج دیا۔ آپ کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع ملی تو فوراً حضرت علی اور حضرت زبیر بن عوام کو اس کا پیچھا کرنے کا حکم دیا۔ مدینہ سے آٹھ میل باہر حمراالاسد کے قریب واقع مقام روضۂ خاخ پر باندی سے خط پکڑا گیا تو آپ نے حضرت حاطب کو بلا کر پوچھا: تم نے جاسوسی کیوں کی؟ انھوں نے کہا: میں اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہوں، ایمان سے نہیں پھرا۔ میں نے مکہ میں موجود اپنے اعزہ واقارب کو بچانے کے لیے ایسا کیا۔ حضرت عمر حضرت حاطب کی گردن اڑانا چاہتے تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدری ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

غزوۂ فتح مکہ (۱۸ رمضان ۸ھ، ۱۱ دسمبر ۶۲۹ء) کے موقع پر صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابوجہل اور سہیل بن عمرو نے جیش اسلامی کا مقابلہ کرنے کے لیے کچھ لوگوں کو جبل خندمہ کی اترائی میں جمع کیا۔ بنوبکر کا حماس بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے ہی جنگ کی تیاری کیے بیٹھا تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ مل گیا۔ جاہلیت کے ان پرستاروں کا حضرت خالد بن ولید کے دستے سے مختصر مقابلہ ہوا جس میں تین مسلمان شہید ہوئے۔ صفوان اور عکرمہ تو جلد ہی فرار ہو گئے، تاہم سہیل بن عمرو نے کچھ ثابت قدمی دکھائی۔ آخر کار اپنے تیرہ جنگجوؤں کا نقصان اٹھانے کے بعد مشرکوں کا یہ جتھا تتر بتر ہو گیا۔ بلاذری اور ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس جھڑپ میں قریش کے چوبیس اور ہذیل کے چار افراد مارے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کرنے پر ناراضی کا اظہار فرمایا۔ شکست کے بعد سہیل کو

اندیشہ ہوا کہ مجھے قتل نہ کر دیا جائے، انھوں نے گھر میں گھس کر دروازہ بند کر لیا اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن سہیل کو پیغام بھیجا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ لے دو۔ آپ نے کمال شفقت سے انھیں امان دی، گھر سے باہر نکل آنے کو کہا اور اپنے پاس موجود صحابہ سے فرمایا: جو سہیل بن عمرو سے ملے، ان کو خشمگیں نگاہوں سے نہ دیکھے۔ سچی بات ہے کہ سہیل دانش وتفوق رکھتے ہیں اور ان جیسا شخص اسلام سے غفلت نہیں برت سکتا۔ سہیل نے بھی کہا: واللہ، محمد ہر چھوٹے، بڑے سے حسن سلوک کرتے ہیں۔

مکہ سرنگوں ہو گیا تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے، باہر تشریف لانے کے بعد آپ نے باب کعبہ کی چوکھٹ کو تھام کر قریش سے پوچھا: اب تمھارا کیا خیال ہے؟ سہیل بن عمرو نے کہا: آپ بھلی بات کہتے ہیں اور بھلا گمان ہی کرتے ہیں۔ مہربان بھائی اور مہربان بھتیجے ہیں اور اب تو ہم پر غالب آ چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جو میرے برادر یوسف علیہ السلام نے کہا تھا:

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ. (یوسف ۱۲: ۹۲) ''(بھائیو)، آج کے دن تم پر کوئی الزام یا ملامت نہیں ہے۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۸ھ (۶۳۰ء): فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تھے کہ بنوہوازن اور بنوثقیف کی فوجیں مالک بن عوف کی قیادت میں اسلامی فوج پر حملہ کرنے کے لیے اکٹھی ہو گئیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی آپ نے مدینہ سے آنے والے دس ہزار مہاجرین وانصار کے علاوہ دو ہزار اہل مکہ کو، جن میں نومسلموں کے علاوہ دین شرک پر قائم افراد بھی شامل تھے، لے کر وادئ حنین کا قصد کیا۔ انھی میں سے ایک سہیل بن عمرو تھے جو اپنے عقائد چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے تھے۔ صبح کاذب کے وقت ابھی اسلامی فوج حنین کی وادی میں اتری ہی تھی کہ دشمن فوج نے کمین گاہوں سے نکل کر شدید تیر اندازی کرتے ہوئے اس پر دھاوا بول دیا۔ سب سے پہلے مکہ سے شامل ہونے والے سپاہی میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے، ان کے بعد مسلمانوں کی اکثریت منتشر ہوئی۔ صحابہ کی ایک مختصر جماعت پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئی۔ آپ 'أنا النبي لا كذب، أنا ابن عبد المطلب' (میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں) کا رجز پڑھتے رہے اور حضرت عباس بن عبدالمطلب ایک ایک قبیلے کا نام لے کر پکارتے رہے۔ رفتہ رفتہ اہل ایمان پھر سے مجتمع ہوئے اور شکست کفار کا انجام بنی۔ غزوۂ حنین میں فتح حاصل کرنے کے بعد آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا، یہاں کے لوگ بھی اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ یہ محاصرہ بیس روز جاری رہا، سہیل بن عمرو اس سفر میں بھی آپ کے ساتھ تھے۔ طائف سے فارغ ہونے کے

بعد آپ جعرانہ آئے جہاں غزوۂ حنین میں حاصل ہونے والے اموال غنیمت جمع تھے۔ یہاں حضرت سہیل بن عمرو نے اسلام قبول کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم تقسیم فرمائے تو حضرت سہیل کو مؤلفۃ القلوب میں شمار کیا۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان، حضرت معاویہ، حضرت حکیم بن حزام، حضرت نضیر بن حارث، حضرت حارث بن ہشام، حضرت حویطب بن عبدالعزیٰ، حضرت علا بن جاریہ، حضرت عیینہ بن حصن، حضرت اقرع بن حابس، حضرت مالک بن عوف اور حضرت صفوان بن امیہ کے ساتھ حضرت سہیل بن عمرو کو سو سو اونٹ عنایت فرمائے۔ مؤلفۃ القلوب میں انصار کا کوئی شخص نہ تھا، یہ بات انصاریوں کو بہت کھٹکی۔ بنوخزرج کے حضرت سعد بن عبادہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ تلواریں تو ہماری دشمنوں کے خون سے آلودہ ہیں اور آپ نے بڑے بڑے عطیات اپنی قوم اور عرب کے دوسرے قبائل میں بانٹ دیے ہیں۔ آپ نے تمام انصار کو جمع کیا اور فرمایا: میں نے ان لوگوں میں مال مویشی اس لیے تقسیم کیے ہیں تاکہ یہ اسلام کی طرف راغب ہو جائیں۔ تم اس پر راضی نہیں کہ ان کو بھیڑ بکریاں ملیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ ان نومسلم لیڈروں اور غیر مسلم سرداروں کی تالیف قلب کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو اب تک ایمان نہ لائے تھے، وہ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے (مسند احمد، رقم ۱۳۵۷۴)۔

۹ھ میں غزوۂ تبوک ہوا جس میں حضرت سہیل بن عمرو کی شرکت کا ذکر نہیں ملتا۔ غالباً وہ اس وقت مکہ میں تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے وقت حضرت سہیل بن عمرو نے مومنانہ شان کا مظاہرہ کیا۔ جب اہل مکہ کی اکثریت اسلام سے پھرنے پر آمادہ تھی اور مکہ کے والی حضرت عتاب بن اسید روپوش ہو چکے تھے، حضرت سہیل اٹھے، حمد و ثنا کے بعد پر جوش خطبہ دیا اور کہا: اے قریشیو، سب سے آخر میں ایمان لا کر سب سے پہلے مرتد ہونے والے نہ بن جاؤ۔ اے آل غالب، دین سے پھرنے والے تمھارا قافلہ لوٹ لے جائیں گے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسلام کی طاقت کم نہ کرے گی، بلکہ اس میں اضافہ ہوگا۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی کرتا تھا تو وہ تو فوت ہو چکے اور جو اللہ کی بندگی کرتا ہے تو وہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہ آئے گی۔ اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ یہ دین اسی طرح پھیلے گا، جیسے سورج طلوع ہو کر غروب ہونے تک روشنی پھیلا دیتا ہے۔ جس نے ہمارے اندر شک پیدا کرنے کی کوشش کی، اس کی گردن اڑا دیں گے۔ میں قریش میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں، ضمانت دیتا ہوں اگر حالات درست نہ ہوئے تو میں انھیں ٹھیک کرنے کی کوشش کروں گا۔ تب لوگ ٹل گئے اور حضرت عتاب عوام میں واپس آ گئے۔ یہی موقع تھا جب نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عمر کو فرمائی ہوئی پیش گوئی پوری ہوئی: ''ہوسکتا ہے، سہیل کو وہ مقام مل جائے جو تمھیں پسند آ جائے۔'' مدینہ میں سیدنا ابوبکر نے ایمان و یقین سے بھرپور خطبات

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سے مسلمانوں کے دل مضبوط کیے، جب کہ مکہ میں یہی فریضہ حضرت سہیل بن عمرو نے انجام دیا۔

۹ھ میں شاہ غسان کی تجویز پر قیصر روم نے مدینہ کی اسلامی سلطنت پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روم وغسان کی مشترکہ فوج کو شام کی سرحد پر جا کر روکنا ضروری سمجھا۔ یہ غزوۂ تبوک تھا جس میں کافر فوج کے پیچھے ہٹ جانے سے جنگ نہ ہوئی۔ پھر آپ نے وفات سے پہلے بیماری کی حالت میں جیش اسامہ کو رومی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ۱۳ھ میں حج سے فارغ ہونے کے بعد خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر نے اس سلسلے کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا، ان کی ترغیب پر رضا کاروں کی ایک بڑی تعداد شام جانے کے لیے تیار ہو گئی تو انھوں نے چار فوجیں ترتیب دیں، فلسطین کی طرف جانے والے لشکر کا قائد حضرت عمرو بن عاص کو، جیش اردن کا کمانڈر حضرت ولید بن عقبہ کو، دمشق (بلقا) کو جانے والی ایک فوج کا سربراہ حضرت یزید بن ابوسفیان کو اور حمص کی طرف جانے والی سپاہ کا امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو مقرر کیا۔ حضرت سہیل بن عمرو حضرت یزید کی فوج میں شامل تھے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

طبری اور ابن کثیر کی روایت کے مطابق ۱۳ھ میں عہد صدیقی کے اواخر میں جنگ یرموک ہوئی۔ حضرت سہیل بن عمرو نے اس میں بھی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ جیش اسلامی کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید نے چھتیس یا چالیس کمانڈروں کی سربراہی میں ہزار ہزار جوانوں پر مشتمل دستے ترتیب دیے۔ قلب کی کمان حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو، میمنہ کی حضرت عمرو بن عاص کو، میسرہ کی حضرت یزید بن ابوسفیان کو، مقدمہ کی حضرت قباث بن اشیم کو اور ساقہ کی حضرت عبداللہ بن مسعود کو سونپی۔ حضرت ابوالدردا اس دن قاضی تھے، حضرت ابوسفیان سپاہیوں کو جوش دلا رہے اور حضرت مقداد بن اسود قرآنی آیات کی تلاوت کر رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید نے اسلامی فوج کے ایک دستے کی کمان حضرت سہیل بن عمرو کے سپرد کر رکھی تھی۔ دیگر کمانڈروں کے نام یہ ہیں: حضرت قعقاع بن عمرو، حضرت مذعور بن عدی، حضرت عیاض بن غنم، حضرت ہاشم بن عتبہ، حضرت زیاد بن حنظلہ، حضرت دحیہ بن خلیفہ، حضرت یزید بن یحنس، حضرت عکرمہ بن ابوجہل، حضرت عبدالرحمٰن بن خالد، حضرت حبیب بن مسلمہ، حضرت صفوان بن امیہ، حضرت سعید بن خالد، حضرت ابوالاعور بن ابوسفیان، حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت عبداللہ بن قیس، حضرت عمرو بن عبسہ، حضرت ذوالکلاع، حضرت معاویہ بن حدیج، حضرت جندب بن عمرو، حضرت عمرو بن فلان، حضرت لقیط بن عبدالقیس، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عصمہ بن عبداللہ، حضرت ضرار بن ازور، حضرت مسروق بن فلان، حضرت عتبہ بن ربیعہ، حضرت جاریہ بن عبداللہ۔ ابن اسحاق، واقدی اور ابن عساکر کی روایات

کے مطابق یرموک کا معرکہ عہد فاروقی میں ۱۵ھ میں پیش آیا۔

ارتداد کی جنگوں میں حضرت سہیل بن عمرو کے ساتھی حضرت ابوسعد (ابوسعید) بن ابوفضالہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہیل نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کیا ہوا یہ ارشاد نبوی سنایا: ''تم میں کسی کا جہاد اللہ کے رستے میں ایک گھڑی بھی ٹھہرنا اپنے اہل خانہ میں رہ کر کیے جانے والے عمر بھر کے اعمال سے بہتر ہے'' اور کہا: میں جہاد کرنے کے لیے اپنی موت تک سرحدوں پر رہوں گا اور کبھی مکہ واپس نہ جاؤں گا۔

حضرت سہیل بن عمرو عہد فاروقی کے اوائل میں مدینہ آئے اور ایک ماہ کے قیام کے بعد اپنے اہل وعیال اور مال و دولت کو لے کر شام کے محاذ پر چلے گئے۔ حضرت حارث بن ہشام ان کے ہمراہ تھے۔

۱۳ھ: (فروری ۶۳۵ء) جنگ فحل (Battle of Pella) میں اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت شرحبیل بن حسنہ نے دس ہزار (دوسری روایت: اسّی ہزار) رومیوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد وادیٔ اردن (تب غور شام) میں واقع شہر بیسان کا رخ کیا۔ حضرت عمرو بن عاص، حضرت حارث بن ہشام اور حضرت سہیل بن عمرو ان کے ساتھ تھے۔ شام وفلسطین کے اکثر شہر مسلمانوں کے زیر ہو گئے تو باقی علاقوں کے باشندوں نے قلعہ بند ہونے میں عافیت سمجھی۔ حضرت شرحبیل نے بیسان کے قلعہ گیروں کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ روز گزرے تھے کہ اہل بیسان میں سے کچھ مہم جو لڑنے کے لیے قلعہ سے باہر آئے، لیکن جب وہ مارے گئے تو شہر کے لوگ صلح کرنے پر مجبور ہو گئے۔

۱۵ھ میں خلیفۂ دوم سیدنا فاروق اعظم نے مسلمانوں میں وظائف تقسیم کرنے کے لیے دیوان (رجسٹر) مدون کیا تو عطیات کی رقوم متعین کرنے میں سبقت الی الاسلام کا لحاظ کیا۔ اس طرح حضرت صفوان بن امیہ، حضرت حارث بن ہشام اور حضرت سہیل بن عمرو کے وظیفے کم ہو گئے، کیونکہ یہ سب فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے۔ ان حضرات نے یہ کہہ کر وظائف لینے سے انکار کیا کہ ہم نہیں مانتے کہ کوئی ہم سے زیادہ اعلیٰ خاندان رکھتا ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا: میں نے تمھارے حسب ونسب کا نہیں، بلکہ اسلام کی طرف پہل کرنے کا اعتبار کیا ہے۔ تب یہ خاموش ہو گئے اور درہم و دینار قبول کر لیے۔ جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی وجہ سے حضرت سہیل بن عمرو کو چار ہزار درہم ملے۔

ایمان لانے کے بعد حضرت سہیل بن عمرو اپنا زیادہ وقت فرائض ونوافل پڑھنے میں گزارتے، روزے رکھتے اور دل کھول کر صدقات دیتے۔ فرماتے تھے: میں نے کوئی اہم موقع نہیں چھوڑا جس میں مشرکوں کا ساتھ دیا ہو اور پھر اس طرح کے موقع پر مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا ہو۔ اور ایسا انفاق بھی نہیں رہنے دیا کہ ویسا ہی انفاق اہل ایمان کی خاطر نہ کیا ہو۔ یہی سوچتا رہا کہ یہ اعمال وانفاق زمانۂ جاہلیت کے کارناموں کا بدل ہو جائیں گے۔ فتح مکہ کے بعد ایمان

لانے والے قریش کے زعما (طلقاء) میں سے کوئی بھی رقت وورع میں ان سے بڑھا ہوا نہ تھا۔ قرآن مجید کی تلاوت سنتے ہی ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتیں۔ کثرت بکا اور طوالت قیام سے ان کا رنگ متغیر ہو چکا تھا۔ جب تک حضرت معاذ بن جبل مکہ میں رہے، حضرت سہیل ان کے پاس جا کر قرآن سیکھتے رہے۔ حضرت ضرار بن خطاب نے ایک بار کہا: ابویزید، تم قرآن سیکھنے اس خزرجی کے پاس جاتے ہو، اپنی قوم کے کسی فرد سے رجوع کیوں نہیں کرتے؟ حضرت سہیل نے جواب دیا: معاذ نے ہمارے ساتھ خوب کیا کہ ہم پر مکمل سبقت حاصل کر لی۔ قسم میرے دین و ایمان کی! میں اس کے پاس آتا جاتا رہوں گا۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام نے جاہلیت والے معاملے نمٹا دیے۔ اس دین نے ایسی قوموں کو رفعت عطا کر دی ہے جو زمانۂ جاہلیت میں کسی شمار میں نہ آتی تھیں۔ کاش! ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے تو آگے نکل جاتے۔ میں اسلام میں اس تقدم کو یاد کرتا ہوں جو اللہ نے میرے گھر کے مردوں، عورتوں اور میرے آزاد کردہ عمیر بن عوف کے لیے مقدر کر رکھا تھا اور اس پر خوشی محسوس کرتا اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان اعزہ کی دعاؤں سے اتنا نفع ضرور دے گا کہ میں اس طرح مروں نہ مارا جاؤں گا، جس طرح میرے ہم سر مرے یا جہنم رسید کر دیے گئے۔ بدر، احد اور خندق کی تمام جنگوں میں، میں شریک رہا اور حق سے دشمنی کی۔ سنو ضرار، حدیبیہ میں معاہدۂ صلح تحریر کرنے کی ذمہ داری مجھ پر پڑی، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی جانے والی اپنی تکرار اور باطل سے اپنا چمٹے رہنا یاد کرتا ہوں تو مکہ میں رہتے ہوئے آپ سے حیا محسوس کرتا ہوں۔ ہمارا شرک میں مبتلا رہنا اس سے بھی بڑا گناہ تھا۔ میں بدر کے دن کو یاد کرتا ہوں جب میں مشرکوں کی طرف تھا اور اپنے بیٹے عبداللہ اور آزاد کردہ عمیر بن عوف کو دیکھ رہا تھا کہ مجھ سے بھاگ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے تھے۔ میرا اڑتیس سالہ بیٹا عبداللہ جنگ یمامہ میں شہید ہوا تو ابوبکر نے مجھ سے تعزیت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا: ''شہید اپنے ستر گھر والوں کی شفاعت کرے گا'' (ابوداؤد، رقم ۲۵۲۲)۔ مجھے توقع ہے کہ سب سے پہلے میری ہی شفاعت کی جائے گی۔

ایک بار قریش کے رؤسا حضرت سہیل بن عمرو، حضرت ابوسفیان بن حرب خلیفۂ دوم حضرت عمر بن خطاب سے ملنے آئے، لیکن انھوں نے وہاں پر موجود حضرت صہیب رومی، حضرت بلال حبشی اور دوسرے بدری صحابہ کو پہلے بلا لیا۔ حضرت ابوسفیان بولے: میں نے آج جیسا دن نہ دیکھا تھا، حضرت عمر نے ان غلاموں کو بلا لیا ہے اور ہم بیٹھے رہ گئے ہیں۔ حضرت سہیل بن عمرو نے فرمایا: اے قوم قریش، میں تمھارے چہروں کے تاثرات دیکھ رہا ہوں، اگر تمھیں غصہ آ رہا ہے تو یہ اپنے اوپر نکالو۔ تمھاری قوم کو دعوت دی گئی اور تمھیں بھی پکارا گیا۔ لوگ دین حق کی طرف لپکے اور تم

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

نے سستی دکھائی۔ روز قیامت کیا کرو گے جب ان کو بلا لیا جائے گا اور تمھیں چھوڑ دیا جائے گا؟ جو افسوس تمھیں اب ہو رہا ہے، اس سے کہیں زیادہ رنج اس فضیلت کو کھونے پر ہونا چاہیے جسے پانے میں ان لوگوں نے سبقت حاصل کر لی۔ تم ان کی سبقت الی الایمان کا مقابلہ تو نہیں کر سکتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد نہیں کر سکے تو اب جہاد کو اپنا شعار بنا لو، امید ہے، اللہ تمھیں شہادت عطا کرے گا۔ یہ کہہ کر حضرت سہیل بن عمرو نے کپڑے جھاڑے اور شام میں برسر پیکار اسلامی فوج میں شامل ہونے کے لیے روانہ ہو گئے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ حضرت سہیل نے کیا سچی بات کی۔ اللہ اپنی طرف لپکنے والے بندے کو اس شخص کی طرح نہ ٹھہرائے گا جو سست ہو کر پیچھے رہ گیا۔

دوسری روایت میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حارث بن ہشام اور حضرت سہیل بن عمرو خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن خطاب سے ملنے آئے۔ حضرت عمر ان دونوں کے بیچ تشریف فرما تھے۔ اسی اثنا میں مہاجرین صحابہ حضرت عمر سے ملنے کے لیے آنا شروع ہوئے۔ حضرت عمر کہتے جاتے: سہیل یہاں بیٹھ جائیے، حارث ادھر ہو جائیں۔ اس طرح کرتے کرتے یہ دونوں اصحاب سب سے آخر میں چلے گئے۔ حضرت عمر کی مجلس سے واپس آنے کے بعد حضرت حارث نے حضرت سہیل سے کہا: آپ نے دیکھا، ہمارے ساتھ کیا برتاؤ ہوا؟ حضرت سہیل نے کہا: ہم عمر کو ملامت نہیں کر سکتے، البتہ خود اپنے آپ کو برا بھلا کہنا چاہیے۔ ہماری قوم کو دین اسلام کی دعوت دی گئی تو ہمارے اعزہ و اقارب اس کی طرف لپکے، لیکن ہم پیچھے پیچھے رہے۔ دونوں اصحاب پھر پلٹ کر حضرت عمر کے پاس آئے اور کہا: آپ نے ہمارے ساتھ آج جو سلوک کیا، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری کوتاہی کی وجہ سے ہوا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ہم کھوئی ہوئی فضیلت کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ میں اس کی ایک ہی صورت پاتا ہوں، حضرت عمر نے یہ کہہ کر روم کی سرحد کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ دونوں شام پہنچے اور وہاں شہادت حاصل کی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

شام کے جہاد میں حضرت سہیل کا پورا کنبہ ان کے ساتھ تھا، ان کی بیٹی ہند اور پوتی فاختہ بنت عتبہ کے سوا سب نے وہیں وفات پائی۔ یہ دونوں مدینہ لوٹیں تو سیدنا عمر نے فاختہ کو پرورش میں لیا اور ان کی شادی حضرت سہیل کے ساتھی حضرت حارث بن ہشام کے بیٹے عبدالرحمٰن سے کرا دی اور کہا: ان دونوں بچ جانے والوں کو بیاہ دو۔

حضرت سہیل بن عمرو نے ۱۸ھ میں فلسطین کی بستی عمواس کے گرد و نواح میں پھیلنے والی طاعون کی وبا میں وفات پائی۔ ان کے بیٹے حضرت عتبہ بن سہیل اور حضرت ابوجندل بن سہیل بھی ان کے ساتھ اس مہلک مرض کا شکار ہوئے۔ مدائنی کی شاذ روایت کے مطابق ان کی شہادت جنگ یرموک میں جہاد کرتے ہوئی۔

حضرت سہیل بن عمرو کی بیٹی سہلہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ سے بیاہی ہوئی تھیں جن کا شمار 'اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'*

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

میں ہوتا ہے۔ دونوں میاں بیوی پہلی ہجرت حبشہ میں شریک تھے۔ جنگ یمامہ میں حضرت ابوحذیفہ کی شہادت کے بعد حضرت سہلہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے نکاح میں آئیں۔

حضرت سہیل بن عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یزید بن عمیرہ زبیدی نے ان سے روایت کی، جب کہ ابن حجر کا کہنا ہے کہ مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم نے ان کا کلام نقل کیا ہے۔

حضرت سہیل کے اقوال:

''جاہلیت کورچشمی تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہم سے زائل کر دی۔''

''جو اپنے بھائی بہنوں کو کھودے، پردیسی ہو جاتا ہے اگرچہ اپنے گھر میں مقیم ہو۔''

''اللہ تعالیٰ نے ہماری عقلوں اور ہمارے دلوں کی قلب ماہیت کر دی ہے۔ ہم نے ان اعمال کو برا سمجھنا شروع کر دیا ہے، زمانۂ جاہلیت میں جنھیں اچھا سمجھتے تھے۔ میں اب بتوں کی پوجا کو یاد کرتا ہوں تو سخت کراہت محسوس ہوتی ہے۔''

''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہمیں گمراہی اور غفلت سے نکال کر ہدایت بخشی۔''

''اپنے نفس سے جہاد کرنا دشمن سے لڑنے پر فوقیت رکھتا ہے۔''

www.javedahmadghamidi.com

زمانۂ جاہلیت میں مکہ اور یثرب میں جسم فروش عورتوں کی بہتات تھی۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ ان میں سے نو زیادہ مشہور تھیں جنھوں نے اپنی پہچان کے لیے پرچم بنا رکھے تھے۔ انھی میں سے ایک سہیل بن عمرو کی باندی حلالہ (یا جلالہ) تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ کے مفلس مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان سے نکاح کرنے کی اجازت چاہی تو اللہ کی طرف سے حکم نازل ہوا: 'وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ'، ''اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک۔'' (سورۂ نور ۲۴: ۳) (تفسیر طبری: سورۂ نور، ابوداؤد، رقم ۲۰۵۱۔ نسائی، رقم ۳۲۳۰۔ مسند احمد، رقم ۷۰۹۹)۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح (بخاری)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاغانی (ابوفرج اصفہانی)، دلائل النبوۃ (بیہقی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، معجم البلدان (یاقوت الحموی)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، تہذیب التہذیب (ابن حجر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، محمد رسول اللہ (محمد رضا)، تاریخ اسلام (اکبر شاہ خاں)، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام (جواد علی)، سہیل بن عمرو (ویکیپیڈیا الموسوعۃ الحرۃ)۔